الزام لگ چکا ہے۔ سرکاری ملازمین کو اگر ایسی فرقہ پرست تنظیم میں شمولیت کی اجازت دی گئی تو پھر دوسری اور تنظیمیں بھی سرکاری ملازمین میں گھس پیٹھ کریں گی جسے روک پانا مشکل ہو جائے گا۔ یہ بات بہت ہی اچھی ہوئی کہ کانگریس نے اس کے خلاف ایسی زوردار طریقہ سے آواز بلند کی کہ بھارتیہ جنتا پارٹی کی حلیف جماعتوں کی بھی آنکھیں کھلیں اور انہوں نے بھی سرکاری ملازمین کے لیے آر ایس ایس کی چھوٹ کی مخالفت کرنے میں ہی اپنی عافیت سمجھی کانگریس کے زوردار احتجاج کی بدولت آخر کار بھارتیہ جنتا پارٹی کی گجرات کی صوبائی سرکار آر ایس ایس سے متعلق اپنے فیصلہ کو واپس لینے پر مجبور ہوگئی۔ اس سلسلے میں بھارتیہ جنتا پارٹی اپنے سیکولر مغائر خفیہ نظریات ملک پر تھوپنے کے لیے کس طرح کام کر رہی ہے یا کرے گی، اس بابت بڑے ہی صاف طریقے سے معقول انداز میں سابق وزیر اعظم جناب وشوناتھ پرتاپ سنگھ نے اظہار خیال کیا ہے، ملاحظہ کریں۔

"قومی جمہوری محاذ میں جس طرح سے اندر خانے مخالفت ابھرنے لگی ہے اس سے واجپئی سرکار کے پورے پانچ سال چلنے کی امید کم ہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ چھ مہینے میں ہی راشٹریہ سوئم سیوک سنگھ جیسے سوال اس سرکار کو پریشان کرنے لگے ہیں۔ آنے والے وقت میں ان پریشانیوں کے بڑھنے ہی کے آثار ہیں۔ بھارتیہ جنتا پارٹی ایک سوچی سمجھی پالیسی کے تحت اپنی اتحادی جماعتوں کے عوامی اثرات پر قابض ہونا چاہتی ہے ایسے اگر حلیف چوکنے رہیں تو دونوں میں ٹکراؤ ہوگا اور ہوشیار نہ رہیں تو اپنا وجود ہی کھو دیں گے ... بھارتیہ جنتا پارٹی بڑی گہری پالیسی کے تحت اپنے اتحادیوں کی نظریاتی مخالفت کو ختم کرنا چاہتی ہے اس کے بعد اس کی اسکیم سیٹوں کے تال میل کے ذریعہ ان کے عوامی اثرات تک بالکل ختم کرنے کی ہے۔ آئین پر نظر ثانی کمیشن کے مسئلے پر بھارتیہ جنتا پارٹی اپنے اتحادیوں کو مغالطہ دے کر ان کی نظریاتی تنقید ختم کرانے میں بھی کامیاب ہوگئی ہے... گجرات سرکار کے ذریعہ اپنے

ملازمین کو راشٹریہ سوئم سیوک سنگھ کی شاکھاؤں میں جانے کی چھوٹ کے سوال پر مخالف جماعتوں کے دباؤ سے بھاجپا کو جھکنا پڑا، لیکن وہ ایسی کوشش پھر کر سکتی ہے۔اس کے اتحادی جاگتے رہے تو ٹھیک ہے ورنہ تو اس کے پاس بھاجپا کی گود میں جانے کے سوائے کوئی دوسرا راستہ نہیں بچے گا۔"

گجرات میں کانگریس کی زوردار مخالفت کے بعد بھاجپا کو آر ایس ایس کے مسئلے پر جھکنا پڑا لیکن یوپی میں مدرسوں و مسجدوں کی تعمیر پر جس طرح یوپی سرکار نے جو حکم صادر فرمایا ہے اس سے ہندوستان کی اقلیت میں زبردست بے چینی اور مایوسی پائی جاتی ہے۔ سرکاری اسکولوں میں آر ایس ایس کے نظریات کو تھوپنے کے لیے اندرون خانہ بڑی تیزی سے کام ہو رہا ہے جس سے عوامی طبقہ میں طرح طرح کی قیاس آرائیاں شروع ہو چکی ہیں، تاریخ میں پھیر بدل کی کوششیں بھی جاری ہیں اور آئین کو بھی نظر ثانی کی آڑ میں بدل ڈالنے کی چالیں چلی جارہی ہیں۔ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب و تمدن کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی تیاریاں کی جارہی ہیں۔کیا یہ باتیں ملک و قوم کے مفاد میں کسی بھی طرح گردانی جاسکتی ہیں ویسے ہی ہندوستانی عوام مہنگائی کی مار سے بے حال ہیں۔بجٹ ۲۰۰۱ء / ۲۰۰۰ء میں غریب عوام کو مہنگائی کی مار سے بچانے کی کوئی ٹھوس تدابیر نہیں اختیار کی گئی ہیں۔ عوام کے بیشتر حلقوں میں بجٹ کو غریب عوام کی امیدوں کے برخلاف بتایا گیا ہے۔غیر ملکی کمپنیوں کے ہندوستان میں داخلے کے دروازے فراخدلی کے ساتھ کھولے جارہے ہیں لیکن اکثر ہندوستانیوں کے حالات سدھارنے کے لیے سنجیدگی کے ساتھ کوئی اقدام نہیں کیا جارہا ہے۔بھارتیہ جنتا پارٹی کو ایمانداری کے ساتھ عوام کی تکالیف کو دور کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیے نہ کہ جذباتی مسائل کو ابھار کر عوام کو ان کے بنیادی مسائل سے غافل کرنے سے اس کا قطعاً بھلا نہیں ہوگا، ہندوستان کا ضمیر سیکولر قدروں سے بنا ہے اور بنا رہے گا جس نے بھی ان سیکولر قدروں سے کھلواڑ کرنے کی کوشش کی تو وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ایسا ہمارا یقین ہے۔ ☆☆☆

الزام لگ چکا ہے۔ سرکاری ملازمین کو اگر ایسی فرقہ پرست تنظیم میں شمولیت کی اجازت دی گئی تو پھر دوسری اور تنظیمیں بھی سرکاری ملازمین میں گھس پیٹھ کریں گی جسے روک پانا مشکل ہو جائے گا۔ یہ بات بہت ہی اچھی ہوئی کہ کانگریس نے اس کے خلاف ایسی زوردار طریقہ سے آواز بلند کی کہ بھارتیہ جنتا پارٹی کی حلیف جماعتوں کی بھی آنکھیں کھلیں اور انہوں نے بھی سرکاری ملازمین کے لیے آر ایس ایس کی چھوٹ کی مخالفت کرنے میں ہی اپنی عافیت سمجھی کانگریس کے زوردار احتجاج کی بدولت آخرکار بھارتیہ جنتا پارٹی کی گجرات کی صوبائی سرکار آر ایس ایس سے متعلق اپنے فیصلہ کو واپس لینے پر مجبور ہو گئی۔ اس سلسلے میں بھارتیہ جنتا پارٹی اپنے سیکولر مغائر خفیہ نظریات ملک پر تھوپنے کے لیے کس طرح کام کر رہی ہے یا کرے گی، اس بابت بڑے ہی صاف طریقے سے معقول انداز میں سابق وزیر اعظم جناب وشوناتھ پرتاپ سنگھ نے اظہار خیال کیا ہے، ملاحظہ کریں۔

"قومی جمہوری محاذ میں جس طرح سے اندر خانے مخالفت ابھرنے لگی ہے اس سے واجپئی سرکار کے پورے پانچ سال چلنے کی امید کم ہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ چھ مہینے میں ہی راشٹریہ سوئم سیوک سنگھ جیسے سوال اس سرکار کو پریشان کرنے لگے ہیں۔ آنے والے وقت میں ان پریشانیوں کے بڑھنے ہی کے آثار ہیں۔ بھارتیہ جنتا پارٹی ایک سوچی سمجھی پالیسی کے تحت اپنی اتحادی جماعتوں کے عوامی اثرات پر قابض ہونا چاہتی ہے ایسے اگر حلیف چوکنے رہیں تو دونوں میں ٹکراؤ ہوگا اور ہوشیار نہ رہیں تو اپنا وجود ہی کھو دیں گے ... بھارتیہ جنتا پارٹی بڑی گہری پالیسی کے تحت اپنے اتحادیوں کی نظریاتی مخالفت کو ختم کرنا چاہتی ہے اس کے بعد اس کی اسکیم سیٹوں کے تال میل کے ذریعہ ان کے عوامی اثرات تک بالکل ختم کرنے کی ہے۔ آئین پر نظر ثانی کمیشن کے مسئلے پر بھارتیہ جنتا پارٹی اپنے اتحادیوں کو مغالطہ دے کر ان کی نظریاتی تنقید ختم کرانے میں بھی کامیاب ہو گئی ہے... گجرات سرکار کے ذریعہ اپنے

ملازمین کو راشٹریہ سوئم سیوک سنگھ کی شاکھاؤں میں جانے کی چھوٹ کے سوال پر مخالف جماعتوں کے دباؤ سے بھاجپا کو جھکنا پڑا، لیکن وہ ایسی کوشش پھر کر سکتی ہے۔اس کے اتحادی جاگتے رہے تو ٹھیک ہے ورنہ تو اس کے پاس بھاجپا کی گود میں جانے کے سوائے کوئی دوسرا راستہ نہیں بچے گا۔"

گجرات میں کانگریس کی زوردار مخالفت کے بعد بھاجپا کو آر ایس ایس کے مسئلے پر جھکنا پڑا لیکن یوپی میں مدرسوں و مسجدوں کی تعمیر پر جس طرح یوپی سرکار نے جو حکم صادر فرمایا ہے اس سے ہندوستان کی اقلیت میں زبردست بے چینی اور مایوسی پائی جاتی ہے۔ سرکاری اسکولوں میں آر ایس ایس کے نظریات کو تھوپنے کے لیے اندرون خانہ بڑی تیزی سے کام ہو رہا ہے جس سے عوامی طبقہ میں طرح طرح کی قیاس آرائیاں شروع ہو چکی ہیں، تاریخ میں پھیر بدل کی کوششیں بھی جاری ہیں اور آئین کو بھی نظر ثانی کی آڑ میں بدل ڈالنے کی چالیں چلی جارہی ہیں۔ ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب و تمدن کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی تیاریاں کی جارہی ہیں۔ کیا یہ باتیں ملک و قوم کے مفاد میں کسی بھی طرح گردانی جاسکتی ہیں ویسے ہی ہندوستانی عوام مہنگائی کی مار سے بے حال ہیں۔ بجٹ ۲۰۰۱ء / ۲۰۰۰ء میں غریب عوام کو مہنگائی کی مار سے بچانے کی کوئی ٹھوس تدابیر نہیں اختیار کی گئی ہیں۔ عوام کے بیشتر حلقوں میں بجٹ کو غریب عوام کی امیدوں کے برخلاف بتایا گیا ہے۔ غیر ملکی کمپنیوں کے ہندوستان میں داخلے کے دروازے فراخدلی کے ساتھ کھولے جارہے ہیں لیکن اکثر ہندوستانیوں کے حالات سدھارنے کے لیے سنجیدگی کے ساتھ کوئی اقدام نہیں کیا جارہا ہے۔ بھارتیہ جنتا پارٹی کو ایمانداری کے ساتھ عوام کی تکالیف کو دور کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیے نہ کہ جذباتی مسائل کو ابھار کر عوام کو ان کے بنیادی مسائل سے غافل کرنے سے اس کا قطعاً بھلا نہیں ہوگا، ہندوستان کا ضمیر سیکولر قدروں سے بنا ہے اور بنا رہے گا جس نے بھی ان سیکولر قدروں سے کھلواڑ کرنے کی کوشش کی تو وہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکے گا۔ ایسا ہمارا یقین ہے۔

☆☆☆

(پانچویں قسط)

فن

تاریخ گوئی کی ابتداء

از

ڈاکٹر آفتاب احمد خاں ڈبل ایم ، اے .پی، ایچ، ڈی (لیکچرر)
انٹر کالج اٹاوہ ضلع کوٹہ (راجستھان)

علم التاریخ اور تاریخ گوئی میں فرق: تاریخ (History) اور تاریخ گوئی میں یہ بنیادی فرق ہے کہ تاریخ صرف شہنشاہوں کے حالات وواقعات کی کھتونی ہے جس میں معاصر مورخ یا وقائع نگار عمر کا ایک قابل لحاظ حصہ صرف کر کے اور بہت سے مفادات و مصلحتوں کو حق وصداقت کی قربان گاہ پر چڑھا دینے کے بعد اعتبار واستناد حاصل کرتا ہے۔ جبکہ تاریخ گوئی کی ہمہ گیری و آفاقیت کا عالم یہ ہے کہ دنیا میں وقوع پذیر ہونے والے ہر چھوٹے بڑے اور اہم وغیر اہم واقعہ کے لئے اس کے دامن میں گنجائش موجود ہے۔ یہ فن معمولی واقعہ کو بھی تاریخی حیثیت عطا کر دیتا ہے ایک تاریخ گو بہت قلیل وقت میں تھوڑی سی کاوش فکر کے بعد ہر قسم کی جنبہ داری، تعصب، مصلحت کوشی اور اس قسم کے تمام شبہات سے بالاتر رہ کر مورخ کا شریک اور سہیم بن جاتا ہے۔

حساب العقد: فن تاریخ گوئی بڑی حد تک دانستہ اور شعوری عمل ہے جس میں متبادل الفاظ اور متبادل طریق اظہار پر اعداد کی قید کے ساتھ غور وخوض کرتے ہوئے الفاظ واعداد کا ایک خوبصورت پیکر تراشنا پڑتا ہے۔ اس لئے ایک تاریخ گو کو حساب العقد پر بھی دسترس حاصل کرنا ضروری ہے۔ تاریخ گوئی اور حساب العقد کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ فی البدیہہ وبرجستہ کہے گئے مصرع مادہ کے حروف کا میزان فوری طور پر اسی طریق حساب کے ذریعہ ممکن ہو سکتا ہے۔ اصلاً انگلیوں کے پوروں پر اعداد شمار کرنے کے طریقہ کو حساب العقد، حساب

العقد، حساب العقود، حساب القبضہ بالید، حساب الید اور عقد انامل کہتے ہیں۔ عُقد یا عُقد بمعنی جوڑ یا انگلیوں کے بنان (پورے) اور انامل (انملہ کی جمع) کے معنی انگلیاں ہیں۔ انگلیوں کے جوڑوں اور پوروں سے حساب کرنے اور انگلیوں کو ایک مخصوص طریقہ سے کھولنے اور باندھنے سے اعداد کے شمار کا یہ ایک ایسا نظام ہے جس میں کاغذ پنسل وغیرہ کی ضرورت پیش نہیں آتی اور کسی آلہ کے بجائے محض ہاتھ کی انگلیوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ عربوں میں حساب کا یہ طریقہ بہت پرانے زمانے سے رائج تھا۔ بعض اشاروں سے پتا چلتا ہے کہ اہل عرب ضرورت کے وقت ہاتھ پھیلا کر ایک یا دو انگلیوں کو موڑ کر نہ صرف چھوٹے اعداد کا ہی اظہار کرتے تھے بلکہ وہ اپنی انگلیوں کو مخصوص شکل میں جوڑ کر بڑے اعداد کو بھی ظاہر کر سکتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی انگلیوں کی جو بعض حرکات استعمال فرمائی تھیں وہ کتب احادیث شریفہ میں موجود ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ کی انگلیوں کی حرکات ایسے اعداد کو ظاہر کرتی تھیں جو ایک خاص نظام (نظام العقد) سے مطابقت رکھتی تھیں۔[1]

کہا جاتا ہے کہ عقد انامل کے طریقے سے شمار کرنے کی ایجاد کا سہرا حکیم بو علی سینا[2] (م ۴۲۸ھ / ۱۰۳۷ء) کے سر ہے جنہوں نے ۴۲۰ھ مطابق ۱۰۲۹ء میں یہ نظام دریافت کرکے حساب کنندگان (محاسب) کو قلم، کاغذ اور تختیوں (شمار ندوں) کے استعمال کی زحمت سے نجات دلائی۔[3] بہر حال اس طریق شمار میں سہولت یہ ہے کہ اس میں نہ تو سہو و نسیان ہی کا امکان رہتا ہے اور نہ لوازمات تحریری کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک ماہر تاریخ گو جو حساب العقد کے اس طریقہ سے پوری طرح واقف ہوگا وہ فی البدیہہ مادہ کہہ کر فوراً ہی اس کے اعداد

---

[1] ترجمان القرآن از مولانا ابوالکلام آزاد ۴: ۵۳-۵۲ ساہتیہ اکادمی، نئی دہلی ۱۹۷۷ء بار دوم، اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۱۸:۸ عقد انامل سے متعلق تفصیلی طریق کار کے لئے دیکھئے غیاث اللغات ص ۳۰۰ تا ۳۰۱ تطویل کے سبب ہم نے غیاث کی مطلوبہ فارسی عبارت کے ترجمہ سے گریز کیا ہے۔

[2] پورا نام ابو علی الحسین بن عبداللہ بن سینا تھا۔ ابن سینا اس کی کنیت تھی۔ اسی کنیت سے وہ زیادہ مشہور ہے۔ اپنی عظمت کی بنا پر شیخ الرئیس، معلم ثانی اور استاذ الاساتذہ کہلاتا ہے۔ بخارا کے قریب ایک قریہ میں ۳۷۰ھ / ۹۸۰ء میں پیدا ہوا اور ۵۸ سال کی عمر میں ۴۲۸ھ / ۱۰۳۷ء میں یہ آفتاب علم و فضل ہمدان میں ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا۔ موصوف کی تصانیف نے پورے یورپ پر حکمرانی کی (تاریخ طب و اطباء قدیم از پروفیسر سید علی حیدر صفحہ ۱۲۹ تا ۱۳۱ صبا پبلشرز علی گڑھ ۱۹۹۴ء بار سوم۔

[3] اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۸: ۱۷۶۔

بھی شمار کرلے گا۔ لیکن آج کل مادۂ تاریخ کے اعداد کا میزان قلم اور کاغذ سے لگایا جاتا ہے اور اب تو کمپیوٹر عام ہو گیا ہے۔

مختلف سنین: تاریخ گوئی کے تعلق سے دنیا میں رائج بعض سنین کا اختصاراً ذکر کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ تاریخ کسی نہ کسی سنہ میں ہی برآمد کی جاتی ہے۔ عربی زبان میں سنہ بمعنی سال ہے جس کی جمع سُنون، سِنون، سنوات اور سنہات آتی ہے۔[1] لیکن فارسی میں اس کی جمع سنین ہے اور یہی اردو میں بھی رائج ہے۔ سال یا تو شمسی ہوتا ہے یا قمری۔

سال شمسی: اہل ہیئت نے آفتاب کے اپنے برج میں حرکت کرنے پر سال کی بنیاد رکھی ہے۔ یعنی آفتاب کا اپنے مفروضہ منطقت البرج[2] (لگن منڈل یا راشی چکر Zodiac) سے جدا ہو کر اپنی ذاتی حرکت سے پھر اسی نقطہ پر پلٹ آنے کو سال کہتے ہیں۔ یہ مدت ایک سال پر محیط ہوتی ہے کیونکہ آفتاب ایک برج کو ایک ماہ میں طے کرتا ہے اس لئے سال میں بارہ مہینے ہوتے ہیں۔ شمسی سال ۳۶۵ دن اور ۶ گھنٹے کا ہوتا ہے اور چوتھے سال ۳۶۶ دن کا واضح ہو کہ یہ سال وضعی و غیر حقیقی ہوتا ہے۔

سال قمری: جس طرح آفتاب اپنے ائرے (مدار)[3] میں گردش کرتا ہے اسی طرح قمر بھی دورہ کرتا ہے لیکن چاند کے بارہ دورے سورج کے ایک دورہ کے برابر ہوتے ہیں اور اس کے ہر دورے کی مدت کا نام ماہ اور بارہ دوروں کی مدت کا نام سال قرار دیا گیا ہے۔ اس کو قمری حقیقی سال کہتے ہیں لیکن جس مدت کو ماہ و سال کہتے ہیں وہ اصطلاحی ہے قمری سال ۳۵۴ دن ۸ گھنٹے اور ۴۵ منٹ کا ہوتا ہے۔

دنیا کی تمام قدیم اقوام میں ماہ و سال کا انحصار چاند کی رویت پر تھا یہی وجہ ہے کہ دنیا کی بیشتر زبانوں میں مہینے کے لئے جو الفاظ ملتے ہیں ان سب کا تعلق چاند سے ہے۔ مثلاً فارسی میں

---

1. مصباح اللغات صفحہ ۴۰۲

2. آسمان پر ایک نہایت وسیع دائرہ جس پر بارہ آسمانی برج واقع ہیں۔ ان بروج کے نام یہ ہیں: حمل، ثور، جوزا، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو اور حوت۔

3. ماہرین فلکیات جانتے ہیں کہ ستارے اپنے مدار پر گردش کرتے ہیں۔ "مدار" دائرے اور حلقہ کو کہتے ہیں، جس کی شکل بیضوی ہوتی ہے۔ دیکھئے ماہنامہ معارف جولائی ۱۹۹۵ء صفحہ ۵۱

ماہ اور ہندی ماس[۱] (چاند، قمر، ماہ، چندر) بھی چاند کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اسی طرح انگریزی لفظ Month لاطینی (رومی) Mensis (Latin، جرمن Manod قدیم نارو تجین Monuther گاتھ (Goth) Manuths کا تعلق چاند ہی سے ہے۔ آریائی زبانوں (فارسی اور سنسکرت) کے علاوہ سامی زبانیں بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ یہی سبب ہے کہ عربی لفظ سنہ، غالباً "سن (سین) دیوتا کی یاد دلاتا ہے جو تمام سامی اقوام میں چاند کا دیوتا شمار ہوتا تھا عربی زبان میں سال کے لئے دوسرا لفظ "عام" ہے جس کا تعلق بھی چاند سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ قدیم عرب چاند دیوتا کو "عم" بھی کہتے تھے۔[۲]

دنیا کی قوموں نے اپنے سنین کا آغاز عموماً اپنی مرکزی شخصیت کے یوم پیدائش یا اپنے دور عروج کے کسی واقعہ سے کیا ہے۔ مثلاً عیسوی سنہ یا بکری اور شاکا سمبت وغیرہ۔ لیکن جب سے انسانی ذہن نے وقت کے حساب رکھنے کا التزام کیا ہے اس وقت سے اب تک نہ جانے کتنے سنین صفحۂ ہستی پر رائج ہوئے اور فنا ہوگئے[۳] مگر فی زمانا ہجری، عیسوی، بکرمی، شک اور فصلی سنین ہی زیادہ رائج ہیں جن میں عام طور پر تاریخیں بر آمد کی جاتی ہیں۔ لیکن ایک تاریخ گو آزاد ہے کہ وہ اپنی سہولت یا مشاقی کا مظاہرہ کرنے کے لئے دوسرے سنین میں بھی تاریخیں بر آمد کر سکتا ہے۔ ذیل میں ایسے ہی چند سنین کا تعارف اجمال طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

ہجری سنہ: تاریخ گوئی کا سہرا عربی رسم خط والی زبانوں خصوصاً فارسی اور اردو کے سر ہے۔ اس لئے ایک عرصہ تک بیشتر تاریخیں ہجری سنہ میں ہی نکالی جاتی رہی ہیں۔ تقویم[۴] عموماً مہذب اور متمدن قوموں کی اجتماعی زندگی کی ایک اہم اور بنیادی ضرورت ہے لیکن ظہور

---

۱ سنسکرت ہندی کوش از وامن شورام آپٹے صفحہ ۷۹۹

۲ برائے تفصیلات دیکھئے: فن تحریر کی تاریخ ۱۶۹، میزان التواریخ صفحہ ۳۸ مؤلفہ مولوی محمد عبید اللہ بصیر ٹونکی، نایاب برقی پریس دہلی ۱۳۵۶ھ، مقالہ "واقعات سیرت نبوی میں توقیتی تضاد اور اس کا حل" مشمولہ ماہنامہ برہان دہلی بابت جون ۱۹۶۴ء صفحہ ۳۳۰ نیز مقالہ "اسلامی شمسی قمری سال" از مولانا ابو الجلال ندوی، مشمولہ ماہنامہ معارف اعظم گڑھ نومبر ۱۹۲۷ء صفحہ ۳۶۷۔

۳ کل راگ کسی کا گاتی تھی، کل راگ کسی کا گائیگی تاریخ بدلتی آئی ہے، تاریخ بدلتی جائے گی

۴ معاشرتی و عائلی ضرورتوں اور مذہبی رسوم کو مد نظر رکھ کر دنوں کو زمانوں میں متحد کرنے یا سائنسی احتیاجوں میں ہفتوں، مہینوں اور برسوں کو مجتمع کرنے کے طریقے کو تقویم کہتے ہیں۔ رک "مفتاح التقویم" از حبیب الرحمن خاں صابری صفحہ ۲۱ فقرہ ۲ نیز صفحہ ۳۸ فقرہ ۵۹ غیاث اللغات صفحہ ۱۰۴۔

اسلام سے قبل اہل عرب اتنے متمدن نہ تھے کہ وہ کسی مستقل تقویم کو اپنے معاشرے میں رائج کرتے یہی وجہ تھی کہ وہ ایام جاہلیت میں اپنی سہولت کے پیش نظر اپنی قومی تاریخ کے کسی اہم واقعہ سے وقت کا حساب لگا لیتے تھے۔ خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت (۱۳ھ ۶۳۴ء تا ۲۳ھ ۶۴۴ء) میں جب مملکت اسلامی کے حساب کتاب زیادہ وسیع ہوئے اور گورنروں کو آئے دن احکامات بھیجنے پڑے تو ضرورت ہوئی کہ کسی ایک واقعہ کو نقطہ آغاز قرار دے کر سرکاری سنہ رائج کیا جائے چنانچہ حضرت عمرؓ نے ۱۷ھ میں مجلس مشاورت طلب کی جس میں حضرت علیؓ کی اس رائے کو ترجیح دی گئی کہ اسلامی تقویم کا آغاز نبی اکرم ﷺ کی ہجرت کے سال سے کیا جائے ہجرت کا واقعہ حالانکہ ماہ صفر کے عشرہ آخر میں پیش آیا تھا۔ مگر چونکہ عرب میں سال ماہ محرم سے شروع ہوتا ہے اس لئے تقریباً ایک ماہ ستائیس دن کے تفاوت کو نظر انداز کرتے ہوئے سنہ ہجری کا آغاز یکم محرم روز پنج شنبہ (جمعرات) سے کیا گیا جو ۱۵ر جولائی ۶۲۲ء کے مطابق ہے[۱] دیگر سنین عالم کے برخلاف ہجری سنہ شمسی نہ ہو کر قمری ہے۔ اس سنہ میں سال کبیسہ (لوند، نسئی) از روئے قرآن کفر اور حرام ہے (القرآن ۹: ۳۷) اس لئے یہ شمسی سال سے گیارہ بارہ دن کم ہوتا ہے۔ اس کے مہینوں کی تعداد تو مقرر ہے لیکن سال کے مجموعی ایام (تقریباً ۳۵۴) کے متعلق قطعیت کے ساتھ کوئی رائے قائم کرنا مشکل ہے[۲] اسے سنہ ہلالی بھی کہتے ہیں[۳] کسی ہجری سنہ سے عیسوی سنہ معلوم کرنا چاہیں تو آسان طریقہ یہ ہے کہ ہجری سنہ میں سے ۳ فی صد منہا کر کے باقی میں ۶۲۱،۵ جمع کر دیئے جائیں تو حاصل جمع عیسوی سال ہوگا۔[۴]

---

۱ لیکن حبیب الرحمٰن خاں صابری ۱۶ر جولائی (تقویم پارینہ) اور ۱۹ر جولائی (تقویم جدید) یعنی یکم محرم ۱ھ کو یوم المبارک جمعہ تسلیم کرتے ہیں، دیکھئے صفحہ ۵۹ فقرہ نمبر ۹۲۔

۲ برائے تفصیلات ہجری سنہ دیکھئے: رسالہ معلومات السنین" از مولانا اساس الدین تسلیم نارنولی صفحہ ۵، ۱۶ فضل المطابع دہلی ۱۸۹۸ء میزان التواریخ صفحہ ۷، ۸ مفتاح التواریخ از سردار گوردیال سنگھ بھولا امرتسری صفحہ ۶۲ تا ۶۵ کتب خانہ انجمن ترقی اردو دہلی ۱۹۵۸ء غیاث اللغات صفحہ ۳۲۴ بحوالہ عجائب البلدان بھارتیہ پراچین لپ مالا از او جھا صفحہ ۱۹۰۔۱۹۱ Reconstruction of Islamic Chronlogy Upstr Eam Downstream از ڈاکٹر ہاشم امیر علی خدا بخش لائبریری جرنل نمبر ۴، ۱۹۷۸ء ہندوستانی کتبوں کا مطالعہ از ڈی سی سرکار صفحہ ۸۷۔۸۸ ۳ نیز سیرت کی مختلف کتب معتبرہ۔

۳ بھولا صفحہ ۱۷۹

۴ مقالہ "علم الکتابت" از مولانا عبدالرزاق کانپوری ماہنامہ زمانہ کانپور بابت فروری ۱۹۲۸ء صفحہ ۱۳ حاشیہ نمبر ۲